145955 - مہر مؤخر كی ادائیگی كب لازم ہے ؟

سوال

كیا شادی كے بعد بغیر كسی طلاق یا وفات كے رخصتی كے بعد ہی خاوند كے لیے مہر كی ادائیگی واجب ہے، یعنی جب خاوند كی زندگی میں ہی بیوی مہر مؤخر كا مطالبہ كرے توا دائیگی ضروری ہے یا نہیں، اور اگر خاوند دینے سے انكار كر دے تو كیا حكم ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

مہر معجل اور غیر معجل یعنی جلدی دینا اور ادھار كرنا جائز ہے؛ اسی طرح كچھ پہلے اور كچھ بعد میں دینا بھی جائز ہے اس كی تفصیل آپ سوال نمبر (131069) كے جواب میں دیكھ سكتے ہیں.

بیوی كی رخصتی ہو جائے اور دخول یا خلوت صحیحہ ہونے كی صورت میں بیوی پورے مہر كی مستحق ہوگی چاہے مہر معجل ہو یا غیر معجل.

مستقل فتوی كمیٹی سعودی عرب كے علماء كرام كہتے ہیں:

" دخول و رخصتی سے بیوی پورے مہر كی مستحق ہو گی " انتہی

دیكھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة و الافتاء (19 / 56).

دوم:

مہر مؤخل خاوند كے ذمہ قرض ہے، اور خاوند پر بیوی كے حقوق میں سے ایك حق ہے، اگر شرط ركھی گئی ہو تو شرط كے مطابق اس كی ادائیگی كرنا لازم ہو گی، یا پھر خاوند اور بیوی كے معاشرے میں جو عادت ہو اس كے مطابق ادائیگی كی جائیگی، جس پر لوگ عمل كر رہے ہوں، بالكل ایسے ہی جیسے كوئی چیز كسی شرط كے ساتھ مشروط ہو.

اگر عقد نکاح میں مہر مؤخر کی کوئی مدت مقرر کی گئی ہو مثلا ایك یا دو برس یا اس سے کم یا زیادہ تو مدت پوری ہونے پر خاوند کے ذمہ مہر کی ادائیگی واجب ہوگی، خاوند کو اس میں لیت و لعل سے کام نہیں لینا چاہیے، کیونکہ یہ مہر بھی باقی قرض کی طرح ایك قرض ہے، اگر ادائیگی کی استطاعت رکھتا ہو تو مدت پوری ہونے پر جس میں تاخیر اور لیت و لعل سے کام لینا جائز نہیں.

اور اگر مہر مؤخر کی کوئی مدت متعین نہ کی گئی ہو تو پھر طلاق وغیرہ یا دونوں میں سے ایك کی وفات کے وقت مہر کا مطالبہ کیا جائیگا، اگر پہلے خاوند فوت ہو جائے تو بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ وصیت پوری کرنے اور ورثاء میں وراثت کی تقسیم سے قبل ترکہ و وراثت سے مہر وصول کرے، اور اگر کچھ باقی بچے تو پھر وراثت میں سے اپنا مکمل حصہ بھی وصول کرے.

اور اگر پہلے بیوی فوت ہو جائے تو بیوی کے ورثاء کو حق حاصل ہے کہ وہ عورت کے دوسرے اموال کی طرح مؤخر مہر کی وصولی کریں، اور یہ مہر بھی عورت کے دوسرے مال کی طرح ورثاء میں حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائیگا، ان ورثاء میں ا سکا خاوند بھی شامل ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" فصل: کچھ مہر مؤجل رکھنا اور مہر مؤجل کا حکم...

اور جس پر خاوند اور بیوی کا اتفاق ہو کہ وہ بعد میں طلب کیا جائیگا چاہے اس کی مدت نہ بھی مقرر کی گئی ہو، بلکہ خاوند کہے ك ایك سو معجل اور ایك سو مؤخر؛ تو صحیح یہی ہے کہ مہر مؤخر کا مطالبہ صرف موت یا علیحدگی کی صورت میں ہی کیا جائیگا، قاضی ابو یعلی اور مسلك کے قدیم مشائخ کا یہی اختیار ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اسے اختیار کیا، اور امام نخعی شعبی اور لیث بن سعد کا قول بھی یہی ہے " انتہی

دیکھیں: اعلام الموقعین (3 / 81).

شیخ سعدی رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

اگر کچھ مہر شادی کے وقت فوری ادائیگی اور کچھ بعد میں ادا کرنے پر شادی کی جائے تو کیا یہ صحیح ہے یا نہیں ؟ عادت یہ ہے کہ باقی ماندہ مہر موت یا علیحدگی کے وقت ہی ادا کیا جاتا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" یہ مہر مؤخر صحیح ہے؛ چاہے وہ زبانی طور پر بولا گیا ہو یا پھر ان کے ہاں عادت اور رواج ہو.

اس بنا پر عورت یا عورت کے خاندان والوں کے لیے خاوند کے نکاح میں رہتے ہوئے مہر مؤخر کی ادائیگی کا مطالبہ کرنا صحیح نہیں، اور اسی طرح مہر مؤخر کی ادائیگی کے لیے اپنے آپ کو خاوند سے روک لینا بھی جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ عقد نکاح کے وقت انہوں نے مذکورہ مہر مؤخر پر اتفاق کیا ہے.

اور اگر بیوی میکے جا کر بیٹھ جائے اور میکے والے یہ مطالبہ کریں کہ ہم تو اپنی بچی کو اسی صورت میں سسرال جانے دیں گے جب مہر مؤخر ادا کیا جائیگا، تو ان کا یہ مطالبہ ناحق ہے، اور وہ عورت کو اس کے خاوند سے ناحق روک رہے ہیں، اگر وہ اس حجت پر عورت کو خاوند کے پاس نہیں جانے دیتے تو جب تك بیوی اپنے خاوند کے پاس نہیں جاتی اسے نان و نفقہ نہیں ملےگا؛ کیونکہ وہ خاوند کی نافرمان کہلائیگی، اور بغیر کسی حق کے نافرمانی کرنے والی عورت کو نفقہ نہیں ملے گا " انتہی

دیکھیں: الفتاوی السعدیۃ (502).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا عورت کا مہر مؤخر کرنا صحیح ہے ؟ اور کیا یہ خاوند کے ذمہ قرض ہے جس کی ادائیگی لازم ہو گی ؟ اور کیا اس میں زکاۃ واجب ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" مہر مؤخر جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو عہد پورے کرو، تمہارے لیے چرنے والے چوپائے حلال کیے گئے ہیں، سوائے ان کے جو تم پر پڑھے جائیں گے، اس حال میں کہ شکار کو حلال جاننے والے نہ ہو، جب کہ تم احرام والے ہو، بے شك اللہ فیصلہ کرتا ہے جو چاہتا ہے المآئدۃ (1).

معاہدہ کو پورا کرنے میں اس شرط پر بھی عمل کرنا ضروری ہے جو معاہدے میں رکھی گئی ہے.

اس لیے اگر کسی شخص نے سارا یا کچھ مہر مؤخر دینے کی شرط رکھی تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر وقت متعین کیا گیا ہو تو وقت مقررہ پر ادائیگی کرنا ضروری ہے، اس مدت کے پورا ہونے پر وہ ادا کیا جائیگا.

اور اگر مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو پھر طلاق یا فسخ نکاح کی بنا پر علیحدگی یا موت کی بنا پر ادائیگی کرنا ہوگا، اور مہر مؤجل خاوند کے ذمہ قرض ہے؛ باقی قرض کی طرح وقت پورا ہونے پر ادائیگی کا مطالبہ کیا جائیگا، چاہے زندگی میں ہو یا موت کے بعد.. "

دیکھیں: مجموع فتاوی و رسائل بن العثیمین (18 / 31).

شیخ رحمہ اللہ سے یہ بھی سوال کیا گیا:

خاوند مالدار ہونے کے باوجود مہر مؤخر کی ادائیگی کرنے سے انکار کر رہا ہے؛ کیونکہ عقد نکاح کے وقت ولی کے ساتھ اتفاق یہ ہوا تھا کہ موت یا طلاق کی صورت میں ادائیگی کرنا ہو گی، اب بیوی کو اس کی شدید ضرورت بھی ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" حکم یہ ہے کہ شرط پر عمل کیا جائیگا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مسلمان اپنی شروط پر قائم رہتے ہیں "

جب خاوند نے شرط رکھی تھی کہ موت یا علیحدگی دونوں میں سے ایك مدت تك مہر مؤخر ہے تو اسے اپنی شرط پر قائم رہنا چاہیے " انتہی

دیکھیں: اللقاء الشہری (2 / 361 - 362).

سوم:

دو اہم چیزوں پر متنبہ رہنا ضروری ہے:

پہلی:

عورت کو اپنے خاوند کی حالت کا خیال کرنا چاہیے کہ وہ تنگ دست ہے یا مالدار، اس لیے تنگ دستی کی صورت میں بیوی کو مہر مؤخر کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے، اور اگر اچھی حالت بھی ہو لیکن بیوی کو مال کی ضرورت نہ ہو اور بیوی دیکھے کہ خاوند ابھی مہر مؤخر کا مطالبہ اچھا نہیں سمجھتا تو عقل و حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ مطالبہ مؤخر کر دیا جائے، تا کہ ان کی زندگی اچھی بسر ہوتی رہے، بلکہ اگر وہ دیکھے کہ خاوند نفرت کرتا ہے تو بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ آپس میں محبت پیدا کرنے کے لیے خاوند کو اپنے مال میں سے کچھ نہ کچھ اور دے تا کہ خاوند کا دل موہ سکے اور اس کی جانب مائل ہو.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے کسی قسم کی زیادتی یا بے رخی سے ڈرے تود ونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس

میں کسی طرح کی صلح کر لیں، اور صلح بہتر ہے، اور تمام طبعیتوں میں حرص (حاضر) رکھی گئی ہے، اور اگر تم نیکی کروا ور ڈرتے رہو تو بے شك اللہ اس میں سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ سے پورا باخبر ہے النساء (128).

دوسری:

خاوند کو بھی اپنی اس بیوی کے حق کا خیال کرنا چاہیے جس کی اس نے شرمگاہ حلال کی ہے، وہ اس کے حقوق کی پوری ادائیگی کرے، اور اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی و کمی نہ کرے، خاص کر جب دیکھے کہ بیوی کو اس حق کی ضرورت بھی ہے، چاہے ابھی اس کی ادائیگی کا وقت نہیں آیا اسے مہر ادا کر دینا چاہیے.

اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ:

" تم میں بہتر شخص وہ ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے اچھا ہو " متفق علیہ.

اور ایك دوسری حدیث میں فرمایا:

" یقینا وہ شروط سب سے زیادہ وفا کا حق رکھتی ہیں جن سے تم نے شرمگاہ کو حلال کیا ہے " متفقہ علیہ.

واللہ اعلم .